حرِ آغاز

میں کیسے مسلمان ہوا؟

امامِ انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

اِمامِ اِنقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا نام محتاجِ تعارف نہیں وہ تحریکِ آزادی کے صفِ اوّل کے رہنما، عظیم مفکر، مصلحِ دانش ور متبحر عالمِ دین تھے۔ سکھ خاندان سے تعلق رکھتے تھے، مطالعہ و مشاہدہ اور شعور کے ساتھ اسلام قبول کیا پھر تمام صلاحیتیں اِسلامی اِنقلاب اور استحکامِ اسلام کے لئے وقف کر دیں۔ آزادیٔ وطن کے لئے سب کچھ قربان کر دیا۔ وہ ایک مشنری مین تھے، آزادی کے لئے ہجرت بھی کی اور مُلکوں مُلکوں خاک چھانتے رہے، افغانستان، ترکی، روس، سوئٹزرلینڈ اور حجاز میں برسوں مقیم رہے اور مُسلمانوں کو غلامی سے نجات دلانے کی عملی تدبیریں کرتے رہے۔ وہ جہاں جاتے اپنا جہان آپ پیدا کر لیتے۔ ان ممالک میں قیام کے دوران زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا اور قرآن وحدیث کے درس و تدریس میں مصروف رہے۔ اپنے قابلِ فخر شاگردوں کی جماعت ہر جگہ تیار کی۔ تبلیغِ دین کی تڑپ نے انہیں دیوانہ کر دیا تھا اور وہ اپنی ذات سے بیگانہ ہو کر اسی ایک ہی جذبہ میں سرمست و سرشار رہے۔ الہام الرحمٰن کے نام سے قرآن کریم کی انقلابی تفسیر لکھی۔ اسلام کے معاشی نظام کے حوالے سے اور بعض دوسرے مسائل میں تفرد اختیار کیا جس کی وجہ سے اُنکی شخصیت علماء کے حلقہ میں متنازعہ ہو کر رہ گئی لیکن اُن کے تقویٰ، علم، اِخلاص ایثار اور جدوجہد سے انکار ممکن نہیں۔ عمر کے آخری حصہ میں دہلی میں بھی قیام فرمایا اور درس و تدریس کا سلسلہ یہاں بھی جاری رہا۔ پھر "دین پور" (متصل خانپور ضلع رحیم یار خان) تشریف لے آئے اور ۱۹۴۴ء میں یہیں انتقال ہوا اور اپنے بزرگوں کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

وہ اپنے مسلمان ہونے کی کہانی خود بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

میں ۱۰ مارچ ۱۸۷۲ء کو ضلع سیالکوٹ پنجاب کے گاؤں چیانوالی میں ایک سکھ گھرانے میں پیدا ہوا۔ میرے والد رام سنگھ میری پیدائش سے چار ماہ پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔ دو سال بعد دادا بھی فوت ہو گئے تو میری والدہ مجھے میرے ماموں کے پاس جام پور (ڈیرہ غازی خاں) لے گئیں۔ میرے ماموں وہاں پٹواری تھے۔ میرے دادا سکھ حکومت میں اپنے گاؤں کے کاردار تھے۔

میری تعلیم ۱۸۷۸ء سے جام پور کے اردو مڈل سکول سے شروع ہوئی خدا کے فضل سے میں پڑھائی میں بہت اچھا تھا اور میرا شمار ممتاز طالب علموں میں سرِفہرست تھا۔

۱۸۸۴ء میں جب کہ میری عمر صرف بارہ برس تھی مجھے سکول کے ایک آریہ سماج ہندو لڑکے کے ہاتھ میں تحفۃ الہند نظر آئی۔ میرے اشتیاق پر اس نے مجھے یہ کتاب عاریۃً دے دی۔ جسے میں نے بڑی توجہ اور دلچسپی سے پڑھا، خصوصاً اس حصے نے بہت متأثر کیا جو نومسلموں کے حالات پر مشتمل تھا اسلام کی صداقت نے میرے دل و دماغ پر ایک نقش سا قائم کر دیا۔

ڈیرہ غازی خاں مسلم اکثریت کا ضلع تھا اور عام مسلمان مذہب کے پکے شیدائی اور راسخ العقیدہ تھے۔ اس ماحول نے وہاں کے غیر مسلموں کو خاصا متأثر کر رکھا تھا۔ چنانچہ نزدیکی گاؤں کوٹلی مغلاں کے چند ہندو دوستوں نے جو میری طرح "تحفۃ الہند" کے گرویدہ تھے۔ مجھے شاہ اسماعیل شہیدؒ کی "تقویۃ الایمان" پڑھنے کو دی۔ اس کے مطالعہ سے میں اسلامی توحید اور پرانک شرک کے فرق کو بخوبی سمجھ گیا۔ میں نے شدت سے محسوس کیا کہ جن چیزوں کو میں دل سے ٹھیک سمجھتا ہوں اور میری عقل ان پر یقین رکھتی ہے وہ چیزیں ہندوؤں اور سکھوں کے مذہبی طور طریقوں سے زیادہ اسلام میں ہیں۔ یہ میرا اپنا تجزیہ اور احساس تھا اور متذکرہ کتابوں نے اس جانب میری رہنمائی کی تھی۔ میں نے دیکھا کہ سکھ بھی خدا کو ایک مانتے ہیں اور مسلمان بھی، مگر اسلام کا تصورِ توحید سکھوں سے بالاتر ہے۔ مساواتِ انسانی دونوں مذہبوں میں موجود ہے۔ لیکن اسلام نے مساوات کو جس طرح عملی شکل دی ہے وہ سکھ مت سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ سماج کی نمائشی رسوم سے دونوں مذہبوں کو نفرت ہے مگر میں اکثر محسوس کرتا تھا کہ سکھ مت نے اپنے آپ کو ان رسوم میں بری طرح مقید کر لیا ہے اور اب اس مذہب کا بابا گورونانک کی پاکیزہ تعلیمات سے بس برائے نام تعلق ہے۔

میں ان باتوں پر عرصے تک غور و فکر کرتا رہا۔ کتنی ہی راتیں میں نے آنکھوں میں کاٹ دیں مجھے یقین ہو گیا تھا کہ جس مذہب کو میری ماں، بہنیں اور ماموں مانتے ہیں، وہ صداقت پر مبنی نہیں ہے جب کہ

اسلام جو غیروں کا مذہب ہے وہ بہر حال سچا اور مبنی بر حق ہے۔ اب کروں تو کیا کروں، جاؤں تو کہاں جاؤں۔؟

انہیں دنوں ایک مولوی صاحب نے مولوی محمدؐ صاحب لکھوکی کی کتاب احوال الآخرت (پنجابی) پڑھنے کو دی۔ "تحفۃ الہند" اور "احوال الآخرت" کے بار بار کے مطالعے نے بالآخر مجھے حتمی فیصلے تک پہنچا دیا۔ میں نے نماز سیکھ لی اور تحفۃ الہند کے مصنف کے نام پر اپنا نام عبیداللہ رکھ لیا۔ یہ ۱۸۸۷ء کا ذکر ہے اور اس وقت میں آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا ارادہ تھا کہ اگلے سال جب کسی ہائی سکول میں تعلیم کے لئے جاؤں گا تو قبولِ اسلام کا اعلان کر دوں گا۔

مگر جذبات نے سمجھایا کہ مزید تاخیر مناسب نہیں، کیا خبر موت اس وقت تک کی مہلت دے یا نہ دے۔ چنانچہ ۱۵ اگست ۱۸۸۷ء کی صبح کو جب کہ میری والدہ باہر رسوئی میں میٹھی کھانا پکا رہی تھی۔ میں کسی بہانے چپکے سے باہر نکلا اور زندگی کے نئے سفر پر چل کھڑا ہوا۔ منزل نا معلوم تھی میرے ساتھ کوٹلی مغلاں کا ایک رفیق عبدالقادر تھا۔ ہم دونوں عربی مدرسہ کے ایک طالب علم کی معیت میں کوٹلہ رحم شاہ (مظفر گڑھ) پہنچے۔ وہاں ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۴ھ کو میری سنت تطہیر ادا ہوئی وہیں معلوم ہوا کہ میرے اعزا میری تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مار رہے ہیں۔ چنانچہ میں سندھ کی طرف روانہ ہو گیا اور بھرچونڈی شریف میں حافظ محمد صدیق صاحب کی خدمت میں پہنچ گیا جو اپنے وقت کے جُنید ثانی اور سید العارفین تھے۔

چند ماہ بھرچونڈی شریف میں حافظ صاحب کی صحبت میں گذرے فائدہ یہ ہوا کہ اسلامی معاشرت میرے لئے اس طرح طبیعت ثانیہ بن گئی جس طرح ایک پیدائشی مسلمان کی ہوتی ہے۔ حضرت نے ایک روز میرے سامنے اپنے لوگوں کو مخاطب فرماتے ہوئے کہا "عبیداللہ نے اللہ کے لئے ہمیں اپنا ماں باپ بنا لیا ہے"۔ اس کلمۂ مبارک کی تاثیر خاص طور میرے دل میں محفوظ ہے۔ میں انہیں اپنا دینی باپ سمجھتا ہوں اور انہیں کی خاطر میں نے سندھ کو اپنا مستقل وطن بنا لیا اور سندھی کہلایا میں نے قادری راشدی طریقہ میں حضرت سے بیعت کر لی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ محسوس ہوا کہ بڑے سے بڑے انسان سے کبھی مرعوب نہیں ہوا۔

بھرچونڈی شریف سے میں تحصیل علم کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ پہلے ریاست بہاولپور کی دیہاتی مساجد میں عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھتا رہا۔ پھر دین پور (متصل خانپور) پہنچا۔ جہاں سید

(بقیہ ۹۴ پر)

دیدہ ور

بلا تبصرہ

"پیر جی حجرے سے نکلے ہیں عصا تھامے ہوئے　　اِک عقیدت مند کی زلفِ رسا سے کھیل کر
اِک مُرید خاص کی عزت سے ہو کر دُو بدُو　　اِک اچھوتی نوجوانی کی حیا سے کھیل کر
اور تنہائی میں تسلیم و رضا سے کھیل کر"

(شورش کاشمیری)

پیر مرید..... آمنے سامنے

آپ کا رتبہ بلند ہے میری بیٹی کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھا کریں: مرید کی درخواست

اپنی 25 سالہ بیٹی کا نکاح مجھ سے نہ کیا تو تمہارا گھر جلا کر بھسم کر دوں گا

.... 70 سالہ پیر کا جواب

کھاریاں (نامہ نگار) ستر سالہ جعلی پیر نے مریدنی سے نکاح کا وعدہ پورا نہ کرنے پر اس کے والد کے خلاف مقامی عدالت سے رجوع کیا جبکہ معززین شہر نے پیر کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا لیکن دو مقامی وکلاء کی ضمانت پر اسسٹنٹ کمشنر کھاریاں نے اسے رہا کر دیا محمد رمضان نے بتایا کہ 10 جنوری کو مقبول حسین شاہ ہمارے گھر آیا اور کہا کہ میں مدینہ یونیورسٹی کا پروفیسر اور پیر کرم شاہ آف بھیرہ شریف کا بھتیجا ہوں مجھے خواب میں حضور نبی اکرمؐ نے حکم دیا کہ تم کھاریاں میں محمد رمضان کے گھر جاؤ اور وہاں کے مکینوں کی خدمت کرو پیر مقبول کی باتوں میں آ کر میں نے یقین کر لیا اور اسے گھر میں جگہ دے کر اس کی خدمت شروع کر دی اس نے اپنے علم سے ہم پر کچھ ایسا جادو کر دیا کہ ہم اس کی محبت میں اندھے ہو گئے اور اس کے ہر سیاہ و سفید عمل کو پیر کی خوشنودی سمجھنے لگے میری دو بیٹیاں بیوی، بچے اور سب گھر والے اس کے جال میں پھنستے چلے گئے پیر کی کرامات کا چرچا ہونے لگا تو عورتوں کی لائنیں تعویز لینے کے لئے لگ گئی پیر صاحب لوگوں کی تعویز دیتے اور ان سے بھاری رقم کے علاوہ سونا، زیورات بھی لوٹنے لگے پیر کا بھائی تجمل ہر ہفتے بھائی کا سامان لے جاتا چند دن قبل ان کی آنکھوں میں ہوس دیکھ کر میں نے کہا کہ آپ کا رتبہ بلند ہے اس لئے میری بیٹی کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھا کریں تو پیر بگڑ گیا اور کہا کہ اگر تم نے 25 سالہ کوثر پروین کا مجھ سے نکاح نہ کیا تو میں تمہارا گھر جلا کر بھسم کر دوں گا میں نے اسے گھر چھوڑنے کو کہا تو اس نے مقامی عدالت میں میرے خلاف درخواست دی کہ محمد رمضان نے اپنی بیٹی کے عوض مجھ سے اسی ہزار روپے اور ایک پستول لیا ہے اور نوٹل ایک لاکھ کے عوض اس کی بیٹی کا مجھ سے نکاح ہو گا محمد رمضان نے مقامی خطیب قاضی امیر حسین سے کہا کہ میں نے اسے خدا کے واسطے جگہ دی تھی اس لئے میں مقامی خطیبوں اور انتظامیہ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مجھے اس جعلی پیر سے بچایا جائے۔

★ روزنامہ جنگ لاہور ★

اہل سنت والجماعت کیلئے ایک عظیم علمی تحفہ

نمازِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں

• مسائل قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہؓ سے مدلل۔

• پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی نماز کی واضح تصویر

مستند ماخذ، علمی سرمایہ، عام فہم اندازِ بیان۔

دلکش ترتیب۔

• اُردو خواں حضرات کیلئے مدنی تحفہ جس کی افادیت مسلمہ ہے۔

• امام ابوحنیفہؒ کی علمی عظمت، فلسفیانہ اندازِ استدلال اور سنت والہانہ وابستگی کی ایک جھلک۔

تالیف: الشیخ محمد الیاس فیصل مدینہ منورہ

تقدیم: الشیخ محمد شفیق اسعد

ہر اچھے بکسٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب کریں

سُنّی پبلی کیشنز پوسٹ بکس نمبر ۶۶، لاہور

قیمت ۵۱ روپے